QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

# حیاتِ طیبہ ﷺ میں تجارت و شراکت داری کے اصول: اسلامی اقتصادی اخلاقیات تطبیقی مطالعہ

***Principles of Trade and Partnership in the Life of the Prophet Muhammad (ﷺ): An Applied Study in Islamic Economic Ethics***

***Dr. Atiq ur Rahman***

*Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology (UET), Lahore, Pakistan.*

**Abstract**

This research explores the principles of trade and partnership practiced during the blessed life of the Prophet Muhammad (ﷺ), emphasizing their relevance to contemporary Islamic economic ethics. The study analyzes prophetic traditions, historical records, and classical Islamic jurisprudence to identify ethical foundations such as honesty, transparency, justice, and mutual consent in business dealings. By examining examples from the Prophet's personal trading experiences and his partnerships—such as those with Khadijah (RA) and the companions—the research highlights how moral integrity and social welfare were central to economic activities in early Islamic society. The paper also compares these prophetic models with modern business ethics, demonstrating how the Prophet's approach offers practical guidance for today's Muslim entrepreneurs and organizations. The findings reaffirm that Islamic trade ethics are not merely ritualistic but a comprehensive framework for achieving both spiritual and economic balance.

**Keywords:** Prophet Muhammad (ﷺ), Islamic Economics, Business Ethics, Trade, Partnership, Justice, Transparency, Moral Values.

اسلامی تاریخ میں حیاتِ طیبہ ﷺ وہ جامع و روشن نمونہ ہے جس نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو رہنمائی عطا کی۔ تجارت، جو انسانی معیشت کی بنیاد ہے، نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں ایک اہم اور نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ آپ ﷺ نے عملی طور پر یہ ثابت کیا کہ کاروبار صرف منافع کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ امانت، دیانت اور عدل و انصاف کے قیام کا ایک فریضہ بھی ہے۔ بعثتِ نبوی سے قبل آپ ﷺ کا تجارتی تجربہ اور حضرت خدیجہؓ کے ساتھ شراکت داری کے اصول ایسے اعلیٰ اخلاقی معیارات پر مبنی تھے جنہوں نے مستقبل کے اسلامی اقتصادی نظام کی بنیاد رکھی۔ یہ مقالہ اسی پہلو کا تطبیقی مطالعہ ہے کہ حیاتِ طیبہ ﷺ میں تجارت و شراکت داری کے کون سے اصول کارفرما تھے، ان کی اخلاقی اساس کیا تھی، اور موجودہ دور کی اسلامی اقتصادیات میں ان سے کیا رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام میں اخلاقی بحران کے تناظر میں نبی اکرم ﷺ کے معاشی اصول نہ صرف ایک متبادل نظام کی صورت پیش کرتے ہیں بلکہ انسانیت کے لیے پائیدار اور عادلانہ معیشت کا عملی نمونہ بھی فراہم کرتے ہیں۔

## مبحثِ اوّل: سیرتِ نبوی ﷺ میں نظامِ تجارت کی فکری و اخلاقی اساسات

سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انسانی معاشرت کے تمام پہلوؤں کو وحی کے نور سے منور کیا، اور معیشت و تجارت کے شعبے میں بھی ایسی فکری و اخلاقی اساسات قائم کیں جنہوں نے نہ صرف اقتصادی توازن بلکہ انسانی کردار کی پاکیزگی کو بھی محورِ نظام بنا دیا۔ قبل از اسلام عرب کی تجارتی زندگی ظاہری رونق کے باوجود اخلاقی زوال کا شکار تھی؛ فریب، ناپ تول میں کمی، سودی لین دین، اور وعدہ خلافی عام تھی۔ ایسے میں نبی

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اکرم ﷺ نے تجارت کو محض معاشی سرگرمی نہیں، بلکہ عبادت اور امانت کے درجے پر فائز کیا۔ آپ ﷺ نے اخلاقی ضوابط اور روحانی اصولوں کے ذریعے تجارت کو انسان سازی کے ایک منہاج میں تبدیل کیا، جس کا مرکز صدق، عدل اور خیر خواہی تھا۔

تجارت کی قرآنی و نبوی ﷺ تعبیر اور اس کا اخلاقی فلسفہ

قرآنِ مجید نے تجارت کو انسانی حیات کے ایک جائز اور ضروری عمل کے طور پر تسلیم کیا، مگر اس کے ساتھ اسے عدل، صداقت، اور رضامندی کے اصولوں کا پابند کیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ[1]

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے مت کھاؤ، مگر وہ تجارت جو تمہاری باہمی رضامندی سے ہو۔"

یہ آیت تجارت کے اخلاقی فلسفے کا خلاصہ ہے کہ معیشت کا جواز صرف اس وقت ہے جب وہ انسانی رضامندی، دیانت اور شفافیت کے اصولوں پر قائم ہو۔ امام قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا:

"التجارةُ الممدوحةُ ما كانت عن تراضٍ بلا غشٍّ ولا خيانةٍ ولا ظلمٍ[2]".

"پسندیدہ تجارت وہی ہے جو باہمی رضا سے ہو، اس میں نہ فریب ہو، نہ خیانت، نہ ظلم۔"

نبی اکرم ﷺ نے تجارت کو عبادت سے جوڑ دیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ[3].

"سچا اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

یہ ارشاد ظاہر کرتا ہے کہ نبی ﷺ کے نزدیک تجارت کا معیار صرف منافع نہیں بلکہ اخلاقی پاکیزگی ہے۔ علمِ معیشت کے جدید ماہرین جیسے Amartya Sen نے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ معاشی فلاح کا حقیقی پیمانہ اخلاقی شعور ہے۔ ان کے الفاظ ہیں:

“The economy is not independent of ethics; it is a part of moral reasoning itself.”[4]

"معیشت اخلاق سے جدا کوئی وجود نہیں رکھتی، بلکہ وہ خود اخلاقی استدلال کا ایک حصہ ہے۔"

---

[1] سورۃ النساء، 4:29

[2] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qurʾān (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, 1384 AH), 5: 162.

[3] Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, Jāmiʿ al-Tirmidhī (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Mīriyya, 1310 AH), 3: 12

[4] Sen, Amartya, On Ethics and Economics (Oxford: Blackwell, 1987), 3.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اسلامی نقطۂ نظر سے یہی ربط سیرتِ نبوی ﷺ کی اساس ہے جہاں تجارت انسانیت کی خدمت، دیانت کی پابندی، اور اجتماعی عدل کے قیام کا ذریعہ بنتی ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں امانت، دیانت اور شفافیت کے اصول

نبی اکرم ﷺ کے تجارتی دور کا آغاز خدیجۃ الکبریٰؓ کی تجارت کے انتظام سے ہوا، اور ابتدا ہی سے آپ ﷺ کی شہرت "الصادق الامین" کے لقب سے ہوئی۔ آپ کی تجارت محض کاروبار نہیں بلکہ صدق وامانت کا عملی درس تھی۔ ابنِ ہشام روایت کرتے ہیں:

"كان يُضربُ به المثلُ في مكّةَ في صدقه وأمانته، حتى لقّبوه بالأمين[5]".

"مکہ میں آپ ﷺ کی سچائی اور امانت کا چرچا تھا، یہاں تک کہ لوگ آپ کو 'امین' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔"

یہ لقب کسی موقعی کردار کا نہیں بلکہ اس فکری بنیاد کا مظہر تھا جس پر نبوی ﷺ نظامِ تجارت قائم ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنے تجارتی تجربے کو اخلاقی تربیت کے نمونہ میں بدل دیا۔ ایک موقع پر فرمایا:

مَن غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا[6].

"جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔"

یہ جملہ تجارت کے اخلاقی قانون کی حیثیت رکھتا ہے ایک ایسا قانون جس نے انسانی لین دین کو ایمان کا معیار قرار دیا۔ امام نووی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا:

"فيه تغليظٌ شديدٌ على من يخونُ أو يغشُّ، لأن الغشَّ يفسدُ نظامَ المعاملاتِ، ويفسدُ الثقةَ بين الناس[7]".

"یہ حدیث اس پر سخت وعید ہے جو خیانت یا فریب کرتا ہے، کیونکہ فریب معاملات کے نظام کو تباہ اور باہمی اعتماد کو ختم کرتا ہے۔"

سیرتِ نبوی ﷺ میں دیانت محض شخصی خوبی نہیں بلکہ اجتماعی ذمہ داری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَدِّ الأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ[8].

"جو تم پر امانت رکھے، اس کی امانت ادا کرو، اور جو تم سے خیانت کرے، اس سے خیانت نہ کرو۔"

[5] Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīra al-Nabawiyya (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1425 AH), 1: 98
[6] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishā pūr: Dār al-Khilāfā Al-ʿIlmīya, 1330 AH), 1: 99
[7] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Amīriyya, 1327 AH), 2: 221
[8] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, Sunan Abī Dāwūd (Damascus: Dār al-Ḥadīth, 1348 AH), 2: 289

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

یہ وہ اصولی ضابطہ ہے جس نے تجارت کو اخلاقی ذمہ داری کی سطح پر بلند کیا۔ جدید اقتصادیات میں جہاں مارکیٹ ٹرسٹ (market trust) ایک نظریاتی تصور ہے، وہاں نبی ﷺ نے اس اعتماد کو ایمان کا عملی تقاضا بنایا۔

جاہلی تجارتی رویّوں کی اصلاح اور نبوی ﷺ اخلاقی انقلاب

اسلام سے قبل عربی معاشرہ تجارتی لحاظ سے سرگرم ضرور تھا مگر اخلاقی طور پر زوال کا شکار۔ لین دین میں سود، ناپ تول میں کمی، قسمیں کھا کر دھوکہ دینا، اور اشیاء کی حقیقت چھپانا عام رویّے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان تمام مظاہرِ فریب کی بیخ کنی کی۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہوا:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ، الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ، وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ[9].

"تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے، جو لوگوں سے لیتے وقت پورا لیتے ہیں، اور جب ان کو دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔"

یہ اعلان محض اقتصادی ضابطہ نہیں بلکہ اخلاقی انقلاب کا نقطۂ آغاز تھا۔ نبی ﷺ نے تجارت کو صدق و عدل کے سانچے میں ڈھال کر ایسا نظام قائم کیا جس میں نفع انسانیت کے ساتھ مشروط ہے۔

امام ابنِ قیم لکھتے ہیں:

"أصلُ المعاملاتِ كلِّها الصدقُ والعدلُ، ومتى زالَ أحدُهما فسدَ السوقُ والدينُ جميعًا"[10].

"تمام معاملات کی بنیاد صدق و عدل ہے، اور جب ان میں سے ایک ختم ہو جائے تو بازار اور دین دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ نے سودی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور تجارت کو مساوات و خیر کے اصول پر استوار کیا۔ اس اخلاقی انقلاب نے تجارت کو عبادت کی ایک شاخ بنا دیا، جس کا مقصد محض دولت کی گردش نہیں بلکہ کردار کی تعمیر اور عدلِ اجتماعی کا قیام تھا۔

محمد اسد نے جدید تناظر میں اسی حقیقت کو یوں بیان کیا:

> "In the Prophet's vision, economy was an instrument of moral growth, not merely material gain."[11]

"نبی اکرم ﷺ کے تصور میں معیشت محض مادی نفع کا ذریعہ نہیں بلکہ اخلاقی ارتقاء کا وسیلہ تھی۔"

---

[9] سورۃ المطففین، 83:1–3

[10] Ibn al-Qayyim, Muḥammad ibn Abī Bakr, Iʿlām al-Muwaqqiʿīn (Cairo: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1374 AH), 3: 172

[11] Asad, Muhammad, The Message of the Qurʾān (Gibraltar: Dar al-Andalus, 1980), 142

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

یوں سیرتِ نبوی ﷺ میں تجارت محض مالی سرگرمی نہیں بلکہ ایک اخلاقی، فکری اور روحانی نظام ہے جو انسان کو ماڈی مفاد سے بلند کر کے اجتماعی خیر کے محور میں لے آتا ہے۔ یہی وہ انقلاب تھا جس نے جاہلیت کی خود غرض معیشت کو عدل و امانت کے اسلامی نظام میں ڈھال دیا ایک ایسا نظام جو آج کے عالمی معاشی بحران کے لیے بھی اخلاقی نجات کا سرچشمہ بن سکتا ہے۔

## مبحثِ دوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں شراکت و مضاربت کا نظام اصولی و عملی تشکیل

سیرتِ نبوی ﷺ میں شراکت اور مضاربت کا نظام اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ اسلام نے معاشی تعلقات کو نہ صرف قانونی ضابطوں بلکہ اخلاقی اصولوں کے تابع رکھا۔ نبی اکرم ﷺ کا تجارتی و معاشی اسلوب ایک ایسا منہاجِ عدل و اعتماد پیش کرتا ہے جس میں سرمایہ اور محنت کے درمیان کوئی تضاد نہیں بلکہ تکمیل پائی جاتی ہے۔ شراکت (مشارکہ) اور مضاربت (قراض) اسلامی اقتصادیات کے دو بنیادی ستون ہیں جنہوں نے انسانی معاشی روابط کو انصاف، دیانت اور خدمتِ خلق کے سانچے میں ڈھالا۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں ان دونوں اصولوں کی فکری و عملی تشکیل ایسی واضح ہے کہ وہ جدید معاشی نظریات میں اخلاقی معاشیات (moral economics) کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

قرآنِ مجید میں شراکت کو انسانی لین دین کا جائز اور پسندیدہ طریقہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

فَإِن كَثُرُوا فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ[12]

"اور اگر وہ زیادہ ہوں تو وہ تہائی میں شریک ہوں گے۔"

یہ آیت اگرچہ وراثت کے ضمن میں ہے، مگر اصولی طور پر شراکت کے جواز اور اشتراکِ حقوق کے تصور کو ظاہر کرتی ہے۔ مفسرین نے اس اشتراک کو معاشرتی عدل کی اساس کے طور پر لیا ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں:

"الاشتراكُ أصلٌ من أصولِ المعاملاتِ، وبهِ يتقوّى التعاونُ بينَ الناسِ في تحصيلِ المنافعِ[13]".

"اشتراک معاملات کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے، جس سے لوگوں کے درمیان باہمی تعاون اور مفادِ عامہ کا نظام مضبوط ہوتا ہے۔"

نبی اکرم ﷺ نے شراکت کے جواز کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کی ترغیب بھی دی۔ ایک معروف حدیث میں فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا[14].

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں دو شریکوں کا تیسرا ہوتا ہوں جب تک وہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں، جب وہ خیانت کرتے ہیں تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔"

---

[12] سورۃ النساء، 4:12

[13] Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, Al-Tafsīr al-Kabīr (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Amīriyya, 1333 AH), 10: 89

[14] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, Sunan Abī Dāwūd (Damascus: Dār al-Ḥadīth, 1348 AH), 3: 278

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

یہ حدیث شراکت کے اخلاقی فلسفے کی اساس ہے کہ اللہ کی برکت شفافیت اور دیانت سے وابستہ ہے۔ اس تصور نے اسلامی معاشیات کو محض نفع و نقصان کی مساوات سے بلند کر کے روحانی و اخلاقی توازن کا مظہر بنا دیا۔

امام شوکانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"فيه بيانُ أنَّ الشراكةَ ليست معاملةً دنيويةً فحسب، بل عبادةٌ إذا قامتْ على الصدقِ والأمانةِ[15]".

"یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ شراکت محض دنیاوی معاملہ نہیں بلکہ جب صدق و امانت پر قائم ہو تو عبادت بن جاتی ہے۔"

یہی تصور جدید اسلامی فنانس کے اس بنیادی اصول میں جلوہ گر ہے کہ سرمایہ کاری (investment) کی بنیاد باہمی اعتماد اور نفع و نقصان کی منصفانہ تقسیم پر ہے، نہ کہ ضمانتی سود پر۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں مضاربت کے تجربات: حضرت خدیجہؓ کے ساتھ تجارتی شراکت

نبی اکرم ﷺ کے عملی تجربات میں مضاربت کا پہلا روشن نمونہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ساتھ تجارتی شراکت ہے۔ ابنِ اسحاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ قریش کی معزز تاجرات میں سے تھیں اور اپنی تجارت دوسروں کے ذریعے مضاربت پر انجام دیتی تھیں۔

"وكانت خديجةُ بنتُ خُوَيْلِدٍ امرأةً تاجرةً ذاتَ شرفٍ ومالٍ، تستأجرُ الرجالَ في مالها وتضاربهم بشيءٍ تجعلهُ لهم[16]".

"حضرت خدیجہ بنت خویلد ایک معزز اور مالدار تاجرہ تھیں جو اپنے مال کے ساتھ لوگوں کو اجرت یا مضاربت پر مقرر کرتی تھیں۔"

یہی وہ تجارتی شراکت تھی جس میں نبی ﷺ نے اپنی صداقت، معاملہ فہمی اور امانت کے اعلیٰ ترین نمونے پیش کیے۔ سفر شام کے دوران آپ ﷺ نے نہ صرف نفع بخش تجارت کی بلکہ اپنے اخلاق سے پورے نظام مضاربت کی تطہیر کر دی۔ میسرہ (حضرت خدیجہؓ کے غلام) کی روایت کے مطابق:

"رجعَ رسولُ الله ﷺ من الشامِ وقد ربحَ ضعفَ ما كانوا يربحون، ورأى ميسرةُ من صدقِه وأمانتِه ما لم يرَ من أحدٍ[17]".

[15] Al-Shawkānī, Muḥammad ibn ʿAlī, Nayl al-Awṭār (Beirut: Dār al-Jīl, 1407 AH), 5: 122
[16] Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīra al-Nabawiyya (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1425 AH), 1: 99
[17] Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn Ḥusayn, Dalāʾil al-Nubuwwa (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1405 AH), 2: 66

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

"نبی ﷺ شام سے واپس آئے تو معمول سے دوگنا نفع حاصل کیا، اور میسرہ نے ان کی دیانت و صداقت میں وہ کمال دیکھا جو کسی میں نہ پایا۔"

یہ واقعہ اس بات کا مظہر ہے کہ نبوی ﷺ مضاربت محض تجارتی حکمت نہیں بلکہ اخلاقی معاہدہ تھا، جس میں شفافیت، دیانت، اور اطمینانِ باہمی کلیدی اصول تھے۔ نبی ﷺ کے اس تجربے نے بعد میں اسلامی فقہ میں مضاربت کے ضوابط کی بنیاد رکھی، جہاں سرمایہ دار اور عامل دونوں اپنے حق و ذمہ داری کے پابند ہیں۔

امام سرخسی نے اسی واقعے کی روشنی میں لکھا:

"المضاربةُ من عقودِ الأمانةِ، لأنَّ المالَ في يدِ العاملِ أمانةٌ لا ضمانَ عليهِ إلا بالتعدي[18]".

"مضاربت امانت پر مبنی معاہدہ ہے، کیونکہ عامل کے ہاتھ میں مال امانت ہے، اس پر ضمان نہیں جب تک وہ خیانت نہ کرے۔"

یہی اصول جدید اسلامی بینکاری میں مضاربت اور مشارکہ کے ماڈلز کی بنیاد ہے، جہاں سرمایہ اور محنت کے مابین تعلق اعتماد، عدل، اور شفافیت پر قائم ہوتا ہے۔

شراکت میں اعتماد، ذمہ داری اور نفع و نقصان کی منصفانہ تقسیم کے اصول

اسلامی نظامِ شراکت میں نفع و نقصان کی تقسیم صرف مالی توازن نہیں بلکہ اخلاقی عدل کا مظہر ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

الخَرَاجُ بِالضَّمَانِ[19].

"نفع اسی کے لیے ہے جو ذمہ داری اٹھائے۔"

فقہی طور پر یہ اصول اس امر کی دلیل ہے کہ منافع اس کے لیے ہے جو نقصان کا خطرہ برداشت کرے، اور یہی شراکت میں مساوات و عدل کی بنیاد ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا:

"لا ربحَ إلا بما يَحمِلُ من الخَسارةِ[20]".

"نفع صرف اسی کو حاصل ہے جو نقصان کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔"

یہ تصور جدید سرمایہ دارانہ اصولوں سے یکسر مختلف ہے جہاں سرمایہ محفوظ اور محنت غیر محفوظ ہوتی ہے۔ نبوی ﷺ تعلیمات نے اس تفاوت کو ختم کر کے ایک ایسا نظام قائم کیا جس میں اعتماد (trust) اور مساوات (equity) دونوں لازم ہیں۔

امام ابن تیمیہ نے لکھا:

[18] Al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Mabsūṭ (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 1406 AH), 22: 27

[19] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishā pūr: Dār al-Khilāfā Al-ʿIlmīya, 1330 AH), 3: 1204

[20] Mālik ibn Anas, Al-Muwaṭṭaʾ (Medina: Dār al-Maʿārif, 1324 AH), 2: 666

"إنَّ المعاملةَ التي لا يكونُ فيها عدلٌ بين المالِ والعملِ تُفضي إلى الظلمِ، والظلمُ سببُ خرابِ العمرانِ[21]".

"وہ معاملہ جس میں مال اور محنت کے درمیان عدل نہ ہو ظلم پر منتج ہوتا ہے، اور ظلم تمدن کے زوال کا باعث بنتا ہے۔"

اسی لیے سیرتِ نبوی ﷺ میں شراکت کا اصول اخلاقی مساوات کا ضامن ہے ایک ایسا نظام جہاں محنت کو عزت ملتی ہے، سرمایہ خدمت کا وسیلہ بنتا ہے، اور تجارت عبادت کا درجہ اختیار کرتی ہے۔

## مبحثِ سوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں تجارتی معاملات کی اخلاقی تطہیر امانت وعدل کا اطلاقی منہاج

سیرتِ نبوی ﷺ کا معاشی و تجارتی نظام محض اقتصادی ترقی یا مالی لین دین کا خاکہ نہیں بلکہ انسانی اخلاقیات اور عدلِ اجتماعی کے ایک ہمہ گیر فلسفے پر قائم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تجارت کو صرف مادی منفعت کا ذریعہ نہ رہنے دیا بلکہ اسے روحانی و اخلاقی تزکیے کا میدان بنایا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے بازار کے معاملات میں امانت، عدل، نیت کی تطہیر، شفافیت، اور حلال ذرائع کو ایسی بنیادوں میں تبدیل کر دیا جن پر پوری اسلامی معیشت استوار ہے۔ اس مبحث میں ہم اس اخلاقی تطہیر کے اطلاقی پہلوؤں کو سیرتِ طیبہ کے تناظر میں دیکھتے ہیں، جنہوں نے جاہلی تجارتی استبداد کو انسانی فلاح کے منظم اور متوازن نظام میں بدل دیا۔

تجارتی دھوکہ، سود، ذخیرہ اندوزی اور اجارہ داری کے انسداد کے نبوی ﷺ اقدامات

عہدِ جاہلیت میں تجارت کا مفہوم طاقت، فریب اور نفع اندوزی کے گرد گھومتا تھا۔ کم تولنا، قیمت میں دھوکہ دینا، اور سودی لین دین معمول کی بات تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے ان رویّوں کی اصلاح کے لیے عدلِ تجارتی کی بنیاد رکھی۔ قرآنِ کریم نے واضح اعلان فرمایا:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ، الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ، وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ[22].

"خرابی ہے ان کے لیے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، جو لوگوں سے لیتے وقت پورا لیتے ہیں، اور جب دیتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں۔"

یہ اعلان دراصل تجارتی امانت کے تصور کو الٰہی اصول میں بدل دیتا ہے۔ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"هذهِ الآياتُ أصلٌ في منعِ الغشّ والظلمِ في المعاملاتِ، وهي أساسُ العدالةِ الاقتصاديةِ في الإسلامِ[23]".

"یہ آیات تجارت میں دھوکہ اور ظلم کی ممانعت کی بنیاد ہیں اور اسلامی اقتصادی عدل کی اساس فراہم کرتی ہیں۔"

---

[21] Ibn Taymiyya, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, Al-Ḥisba fī al-Islām (Cairo: Dār al-Shaʿb, 1396 AH), 58

[22] سورۃ المطففین، 83:1–3

[23] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, 1348 AH), 19: 238

اسی تسلسل میں نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا[24].

"جو دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں۔"

یہ جملہ محض اخلاقی وعظ نہیں بلکہ ایک فقہی و تہذیبی اعلان ہے تجارت کو ایمان کا جزو بنا دینا۔ اس کے ساتھ آپ ﷺ نے سود (riba) کو حرام قرار دیا اور ذخیرہ اندوزی (iḥtikār) کو ظلم کے مترادف بتایا۔

لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ[25].

"ذخیرہ اندوزی کرنے والا خطاکار ہے۔"

امام غزالیؒ نے اس اصول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"الاحتكارُ في الأطعمةِ ظلمٌ على الخلقِ، لأنَّه يُخالفُ مقصودَ الشريعةِ في تيسيرِ المعاشِ[26]".

"اشیائے خور ونوش میں ذخیرہ اندوزی ظلم ہے، کیونکہ یہ شریعت کے مقصود یعنی معاش میں سہولت کے خلاف ہے۔"

اسی طرح اجارہ داری (monopoly) کے خلاف آپ ﷺ کے اقدامات بازار کی اخلاقی اصلاح کی اساس بنے۔ آپ ﷺ نے بازار کو عوامی ملکیت (public domain) قرار دیا، جس میں کسی فرد یا گروہ کو حاکمیت حاصل نہیں تھی۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں بازار کے نظم وضبط اور نگرانی (Hisbah) کا نظام

نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں جو بازار قائم کیا، وہ صرف اقتصادی سرگرمی کا مرکز نہیں بلکہ اخلاقی تربیت گاہ بھی تھا۔ آپ ﷺ خود بازار کا معائنہ فرماتے، ناپ تول دیکھتے اور نرخوں میں عدل کی تلقین کرتے۔ روایت ہے:

أنَّ رسولَ الله ﷺ مَرَّ على صُبرةِ طعامٍ، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللًا، فقال: ما هذا يا صاحبَ الطعام؟ قال: أصابته السماء، قال: أفلا جعلتَه فوقَ الطعامِ حتى يراهُ الناسُ؟ من غشَّ فليس منِّي[27].

"نبی ﷺ ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے، اندر ہاتھ ڈالا تو تری محسوس کی۔ فرمایا: یہ کیا ہے؟ بولا بارش لگ گئی تھی۔ فرمایا: تم نے اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ دیکھ لیتے؟ جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔"

---

[24] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishā pūr: Dār al-Khilāfā Al-ʿIlmīya, 1330 AH), 1: 99

[25] Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd, Sunan Ibn Mājah (Cairo: Maṭbaʿat al-Saʿāda, 1325 AH), 2: 748

[26] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Amīriyya, 1319 AH), 2: 88

[27] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishā pūr: Dār al-Khilāfā Al-ʿIlmīya, 1330 AH), 1: 100

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

یہ عمل دراصل "نظامِ حِسبہ (market regulation system) " کی ابتدائی صورت ہے۔ نبی ﷺ نے بعد میں حضرت سعد بن سعیدؓ، عمر بن خطابؓ اور سمراء بنت نُھیکؓ کو بازار کا محتسب مقرر فرمایا، جو نرخ، توازن، اور عدل کی نگرانی کرتے تھے۔

امام ماوردیؒ نے الأحکام السلطانیۃ میں اس کو یوں بیان کیا:

"الحسبةُ هي أمرٌ بالمعروفِ إذا ظهرَ تركُه، ونهيٌ عن المنكرِ إذا ظهرَ فعلُه، في الأسواقِ وسائرِ المرافقِ"[28].

" حسبہ اس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام ہے جو بازاروں اور عوامی مقامات پر ظاہر ہونے والے بگاڑ کی اصلاح کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔"

نبوی ﷺ بازار میں نگرانی کا یہ نظام محض نظم وضبط کا ضابطہ نہیں بلکہ عدلِ اجتماعی کی عملی تعبیر تھا۔ اس کے ذریعے تجارت کو اخلاقی نگرانی کے تابع کر دیا گیا تاکہ مادی قوت اخلاقی معیار سے تجاوز نہ کرے۔

معاشی اخلاقیات میں نیت، شفافیت اور حلال ذرائع کی اہمیت

اسلامی معاشیات میں عمل کی قدر نیت سے وابستہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تجارت کو بھی عبادت میں شامل فرمایا جب اس میں نیت خیر ہو اور ذرائع حلال۔ فرمایا:

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ[29].

"نیک آدمی کے لیے نیک مال بہترین چیز ہے۔"

یہ حدیث معیشت کو اخلاقی تزکیے کے تابع کر دیتی ہے۔ مال بذاتِ خود نہ مذموم ہے نہ محمود، بلکہ نیت اسے دونوں جہتوں میں بدل دیتی ہے۔ نبی ﷺ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ جب دولت صالح نیت سے کمائی جائے اور صالح مصرف میں خرچ ہو، تو وہ تزکیۂ نفس کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

شفافیت (transparency) بھی اسی نظام کی اساس ہے۔ فقہاءِ اسلام نے اسے "bayān al-ḥaqīqa" یعنی حقیقت کی وضاحت کہا ہے۔ امام ابن قیمؒ نے فرمایا:

"الصدقُ في البيعِ والشراءِ يجلبُ البركةَ، والكتمانُ والغشُّ يذهبانِ بها[30]".

" بیع وخرید میں سچائی برکت لاتی ہے، اور کتمان و فریب اسے زائل کر دیتے ہیں۔"

اس کے ساتھ حلال ذرائع کی اہمیت کو قرآن نے یوں بیان کیا:

---

[28] Al-Māwardī, ʿAlī ibn Muḥammad, Al-Aḥkām al-Sulṭāniyya (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1409 AH), 253

[29] Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad Aḥmad (Beirut: Dār al-Fikr, 1410 AH), 4: 197.

[30] Ibn al-Qayyim, Muḥammad ibn Abī Bakr, Iʿlām al-Muwaqqiʿīn (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1416 AH), 3: 112

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ[31].

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طور پر مت کھاؤ مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔"

یہ آیت تجارت کے اخلاقی فلسفے کو مختصر مگر جامع انداز میں واضح کرتی ہے یعنی رضامندی، شفافیت، اور حلال کمائی کا امتزاج۔

سیرتِ نبوی ﷺ کا یہ نظامِ اخلاق تطہیرِ جدید معیشت کے لیے ایک لازوال رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ سرمایہ داری کے دور میں جب نفع، اخلاق سے الگ ہو گیا اور منڈی انسان پر غالب آگئی، تو سیرتِ محمدی ﷺ نے یہ بتایا کہ منڈی کی اصل تطہیر انسان کی نیت سے شروع ہوتی ہے، شفافیت پر قائم رہتی ہے، اور عدلِ اجتماعی پر منتج ہوتی ہے۔

## مبحثِ چہارم: سیرتِ نبوی ﷺ کی تجارتی اخلاقیات اور جدید کاروباری نظاموں کا تقابلی مطالعہ

سیرتِ نبوی ﷺ کا تجارتی نظام نہ صرف معیشت کی تنظیم کا عملی مظہر تھا بلکہ انسانی اقدار کے احیاء کا ایک جامع فکری و اخلاقی منشور بھی۔ اس نظام میں عدل، شفافیت، اور امانت جیسے اصول محض اخلاقی وعظ نہیں بلکہ عملی معاشی ڈھانچے کے ستون کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ جب کہ جدید سرمایہ دارانہ نظام، جس کی بنیاد منافع کی غیر محدود دوڑ اور فردی مفاد کی حرص پر قائم ہے، اس کے بالمقابل ایک ایسا اخلاقی خلا پیدا کرتا ہے جس میں انسانیت کے اقدار پس منظر میں چلے جاتے ہیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی تجارتی اخلاقیات کا مطالعہ، دراصل اسی مادّی غلبے کے مقابل ایک روحانی اور اخلاقی تجدید کا آئینہ بن کر سامنے آتا ہے۔

جدید کارپوریٹ فلسفے میں "business ethics" کا تصور بظاہر ایک ضابطۂ اخلاق کے طور پر موجود ہے، مگر عملاً یہ سرمایہ دارانہ منطق کے تابع ہے، جہاں اخلاقیات کا دائرہ محض قانونی احتیاط یا برانڈ کی ساکھ تک محدود رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ پیٹر ڈرکر نے کہا:

> "There is neither a separate ethics of business, nor is one needed; the ethics of business are the ethics of responsibility."[32]

")تجارت کے لیے کوئی علیحدہ اخلاقیات نہیں، بلکہ تجارت کی اخلاقیات ذمہ داری کی اخلاقیات ہی ہیں۔("

یہ تصور اپنے اندر وہ اختزال رکھتا ہے جس نے انسانی فلاح کے بجائے محض کارکردگی اور منافع کو اخلاقی معیار بنا دیا۔

اس کے برعکس سیرتِ نبوی ﷺ کا تجارتی اخلاق، نفع کو انسانی امانت کے تابع بناتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

»التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ[33]«

"سچا اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔"

---

[31] سورۃ النساء، 4:29

[32] Peter Drucker, The Practice of Management (New York: Harper & Row, 1954), 401.

[33] Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, Jāmiʿ al-Tirmidhī (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998), 3: 1211

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

یہ حدیث اس بات کا اعلان ہے کہ تجارت محض معاشی سرگرمی نہیں بلکہ اخلاقی بندگی کا معیار ہے۔ صدق و امانت کو نبوتی رتبے کے ساتھ جوڑ کر اسلام نے معاشی سرگرمیوں میں تقدیس کا رنگ بھر دیا۔

نبوی ﷺ نظامِ تجارت میں شفافیت اور انصاف کی عملی تصویر بازار مدینہ میں نظر آتی ہے، جہاں آپ ﷺ نے حسبہ (بازاری نگرانی) کا ادارہ قائم کیا۔ حضرت عمرؓ، شفاء بنت عبداللہؓ اور دیگر اصحاب کو منڈیوں کی نگرانی پر مامور کیا گیا تاکہ تول، ناپ اور معیار میں دیانت قائم رہے۔[34]

یہ نظام اس امر کی دلیل ہے کہ اسلامی تجارت آزاد مسابقت کے ساتھ اخلاقی نظم کی پابند بھی ہے، جہاں احتکار، اجارہ داری، اور مصنوعی بحران آفرینی کی کوئی گنجائش نہیں۔

جدید کارپوریٹ نظام میں "Corporate Social Responsibility (CSR)" ایک نمایشی اصطلاح کے طور پر متعارف ہے جو عموماً تشہیری مقاصد کے تابع رہتی ہے۔ اس کے برعکس نبوی ﷺ تصورِ تجارت میں سماجی خیر، اخوت، اور معاشی عدل ذاتی ایمان کا جزو ہیں۔ قرآن مجید نے فرمایا:

﴿وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ﴾[35]

"اور تول پورے انصاف کے ساتھ قائم رکھو، اور ترازو میں کمی نہ کرو۔"

عدل کا یہ تصور محض پیمائش کے پیمانوں تک محدود نہیں بلکہ یہ معیشت کے ہر مرحلے میں توازن اور شفافیت کا مطالبہ کرتا ہے۔

مغربی ماہرِ اخلاقیات الیسڈر میک انٹائر (Alasdair MacIntyre) کے نزدیک جدید سرمایہ دارانہ اخلاق "fragmented virtue" کا شکار ہے، کیونکہ اس میں اخلاقی قدریں معیشت سے منقطع ہو چکی ہیں۔[36]

نبوی ﷺ نظامِ اخلاق میں اس کے برعکس ایک "integrated virtue system" قائم ہے جس میں نیت، کردار، اور عمل کا ربط برقرار رہتا ہے۔

یوں دیکھا جائے تو سیرتِ نبوی ﷺ کا معاشی ماڈل جدید کاروباری دنیا کے لیے ایک فکری اور اخلاقی متبادل پیش کرتا ہے ایسا متبادل جو منافع کے بجائے امانت، مسابقت کے بجائے عدل، اور خود غرضی کے بجائے اجتماعی خیر کے اصول پر مبنی ہے۔ اس تناظر میں نبوی ﷺ تجارت ایک روحانی معیشت (spiritual economy) کی تشکیل کرتی ہے، جو جدید مادّی معیشت کے لیے اصلاحی ضمیر کی حیثیت رکھتی ہے۔

## مبحثِ پنجم: سیرتِ نبوی ﷺ کے تجارتی و شراکتی اصولوں کی معاصر تطبیق اسلامی اقتصادی اخلاقیات کا عملی خاکہ

سیرتِ نبوی ﷺ کا تجارتی و شراکتی نظام محض ایک تاریخی روایت نہیں بلکہ ایسا زندہ اصولی منہاج ہے جو ہر دور کے معاشی و اخلاقی بحران میں اصلاحی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جدید دور میں جب معیشت کی بنیاد شرحِ سود، افراطِ زر، اور غیر عادلانہ منافع کے اصولوں پر قائم ہے، نبوی ﷺ نظام اپنی

[34] Al-Māwardī, ʿAlī ibn Muḥammad, al-Aḥkām al-Sulṭāniyya (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1990), 212
[35] الرحمن 55:9
[36] MacIntyre, Alasdair, After Virtue (Notre Dame: University of Notre Dame Press, 1981), 232.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

روحانی بصیرت کے ساتھ ایک متوازن، شفاف اور پائیدار ماڈل کے طور پر سامنے آتا ہے۔ اس منہاج کی معاصر معنویت بالخصوص اسلامی مالیاتی اداروں (Islamic Financial Institutions) اور تکافل جیسے نظاموں میں عملی صورت اختیار کر رہی ہے، جو سرمایہ کو محض دولت افزائی نہیں بلکہ اخلاقی خدمت کا وسیلہ بناتے ہیں۔

اسلامی معیشت کی اساس وہی اصول ہیں جو نبی کریم ﷺ نے تجارت و شراکت کے باب میں وضع کیے شفافیت (Transparency)، امانت (Trust)، اور عدل (Justice)۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ﴾[37]

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔"

یہ آیت اسلامی معیشت کے اخلاقی ڈھانچے کی بنیاد ہے جس میں منافع کی جوازیت صرف رضامندی، دیانت اور شفافیت سے مشروط ہے۔

نبوی ﷺ اصولوں کے اسی تسلسل میں مضاربت اور مشارکت جیسے مالیاتی ماڈلز سامنے آتے ہیں جنہوں نے جدید اسلامی بینکنگ کی فکری بنیاد فراہم کی۔ بینک بطورِ "سرمایہ دار (Rabb al-Māl)" اور صارف بطورِ "عامل (Muḍārib)" سرمایہ کاری میں شریک ہوتے ہیں، اور نفع و نقصان کی تقسیم شفاف اصولوں کے تحت کی جاتی ہے۔ اس ماڈل کا اخلاقی جوہر وہی ہے جو رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے ساتھ اپنی شراکت میں عملی طور پر دکھایا تھا اعتماد، امانت اور انصاف۔

ابن تیمیہ نے اس معاشی فلسفے کو یوں واضح کیا:

»المعاملات في الإسلام مبنية على العدل والرضا، فكل ما أخلّ بأحدهما فليس من الشريعة في شيء[38]«.

"اسلام میں معاملات عدل اور رضامندی پر قائم ہیں، پس جو بھی ان دونوں میں سے کسی کو مجروح کرے وہ شریعت کا حصہ نہیں۔"

معاصر اسلامی مالیاتی نظام میں تکافل (Takaful)، یعنی باہمی تعاون پر مبنی بیمہ، نبوی ﷺ اصولِ تعاون اور عدل کا جدید ادارتی اظہار ہے۔ یہ نظام منافع پر نہیں بلکہ "risk sharing" یعنی خطرے کے اشتراک پر قائم ہے، جس کا اخلاقی تصور قرآن کی اس تعلیم سے ماخوذ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾

"نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔" (المائدہ 5:2)

جدید معیشت میں سرمایہ دارانہ نظام کا اخلاقی بحران مغربی مفکرین کے نزدیک بھی ایک فکری زوال کی علامت ہے۔ جیسا کہ John Rawls نے اپنی مشہور تصنیف A Theory of Justice میں لکھا:

---

[37] النساء 4:29

[38] Ibn Taymiyya, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, Majmūʿ al-Fatāwā (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Salafiyya, 1328 AH), 29: 18

"Justice is the first virtue of social institutions, as truth is of systems of thought."[39]

"عدل سماجی اداروں کی اولین فضیلت ہے، جس طرح سچائی نظریاتی نظاموں کی۔"

یہ نظریہ اسلامی عدلِ اقتصادی کے ساتھ معنوی قرب رکھتا ہے، مگر سیرتِ نبوی ﷺ میں یہ عدل محض سماجی قرارداد نہیں بلکہ ایمانی فریضہ ہے، جو بندگی کے نظام سے مربوط ہے۔

نبوی ﷺ منہاجِ معیشت جدید معاشی پالیسی کے لیے تین بنیادی خطوط مہیا کرتا ہے:

ولاً، نفع اور خدمت کا امتزاج دولت افزائی کا مقصد فلاحِ عامہ سے منسلک ہونا؛

ثانیاً، شفاف ادارتی ڈھانچہ تاکہ مالی لین دین میں اخلاقی احتساب ممکن ہو؛

اور ثالثاً، پائیدار معیشت جو زمین، انسان اور وسائل کے درمیان توازن برقرار رکھے۔

معاصر اسلامی ماہرینِ معاشیات جیسے محمد عمر چپرا اور نجات اللہ صدیقی نے اسی نبوی فہم کی روشنی میں اسلامی بینکاری کو "ethical finance" کا عملی نمونہ قرار دیا ہے۔ چپرا کے الفاظ میں:

"Islamic economics is not merely an alternative system; it is a moral vision of human welfare."[40]

"اسلامی معیشت محض ایک متبادل نظام نہیں بلکہ انسانی فلاح کا اخلاقی تصور ہے۔"

## خلاصہ کلام

یوں سیرتِ نبوی ﷺ کے تجارتی و شراکتی اصول جدید مالیاتی دنیا کے لیے صرف شرعی ہدایات نہیں بلکہ اخلاقی ضمیر کی تجدید ہیں۔ وہ سرمایہ کو عبادت کا درجہ دیتے ہیں، اور منڈی کو امانت کے ادارے میں بدل دیتے ہیں یہی وہ روحانی و اخلاقی انقلاب ہے جو جدید معیشت کو توازن، شفافیت، اور عدل کی سمت واپس لے جا سکتا ہے۔

[39] Rawls, John, A Theory of Justice (Cambridge: Harvard University Press, 1971), 3

[40] Chapra, Muhammad Umer, Islam and the Economic Challenge (Leicester: The Islamic Foundation, 1992), 56